قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 16 جنوری 2021ء | 02 جمادی الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:13 | شمارہ:14

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ۔

(سورۃ الحج آیت: 42)

ترجمہ۔جنہیں اگر ہم زمین میں تمکنت عطا کریں تو وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور ہر بات کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

’’صرف یہی نہیں کہ خود ہی مسجد میں آنا ہے بلکہ اپنی اولادوں کو بھی مسجد میں لانا ہے اور ان کا بھی مسجد سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ ان کو بھی ایک خدا کی عبادت کی طرف توجہ پیدا کروانی ہے۔ ان کی بھی اس نہج پہ تربیت کرنی ہے کہ ان کو بھی احساس ہو کہ ان کا اوڑھنا بچھونا نمازوں میں ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں ہے۔ اس معاشرے میں جہاں وہ رہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کی تربیت کرنی ہوگی، ان کو برے بھلے کی تمیز سکھانی ہوگی۔ اگر اپنے گھر سے ہی نیکیوں کو پھیلانے اور نمازوں کو قائم کرنے کی کوشش کریں گے تو پھر تو کامیابی ہوگی۔ اگر نہیں کریں گے تو اس کا باہر بھی کوئی اثر نہیں ہوگا۔ کوئی دعوت الی اللہ بھی کارگر نہیں ہوگی۔ اگر ہر عہدیدار خواہ وہ جماعتی عہدیدار ہو یا ذیلی تنظیموں انصار، خدام یا لجنہ کے عہدیدار ہوں۔ ان نیکیوں اور عبادتوں کو اپنے گھروں میں رائج نہیں کریں گے تو باہر بھی کوئی آپ کی بات نہیں سنے گا۔ انقلاب لانے والے پہلے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرتے ہیں۔ وہی قوم ترقی کرتی ہے جن کے لیڈروں کے اپنے نمونے اعلیٰ ہوں، جن کے عہدیدار خود مثالیں قائم کرنے والے بنیں۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جماعت کے ہر فرد پر، ہر بچے پر، ہر بڑے پر، ہر عہدیدار پر کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی قدر کرتے ہوئے پاک نمونے دکھائیں۔ عبادتوں کے معیار قائم رکھیں تاکہ سب سے بڑی نعمت جو خلافت کی نعمت ہے وہ آپ میں ہمیشہ قائم رہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ یکم اکتوبر 2004ء بحوالہ alislam.org)

اس شمارہ میں

- بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے (منظوم)
- ہر واقفِ نو کو اپنے نصاب سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے
- خلافت کی برکات
- حاصل مطالعہ قسط 3

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فرض کی کمی نفل سے پوری کر دو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو کیا اس نے اس کو مکمل طور پر ادا کیا تھا یا نامکمل چھوڑ دیا تھا۔ پس اگر اس کی نماز مکمل ہوگی تو اس کے نامہ اعمال میں مکمل نماز لکھی جائے گی۔ اور اگر اس نماز میں کچھ کمی رہ گئی ہوگی تو فرمائے گا دیکھیں کیا میرے بندے نے کوئی نفلی عبادت کی ہوئی ہے۔ پس اگر اس نے کوئی نفلی عبادت کی ہوگی تو فرمائے گا کہ میرے بندے کی فرض نماز میں جو کمی رہ گئی تھی وہ اس کے نفل سے پوری کر دو۔ پھر تمام اعمال کا اسی طرح مواخذہ کیا جائے گا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل صلوٰۃ لا یتمہا صاحبہا تتم من تطوعہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ذرا غور کریں کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزرتی ہو وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ بھی میل باقی رہ جائے گی؟ صحابہؓ نے عرض کی اس کی میل میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰت الخمس کفارۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

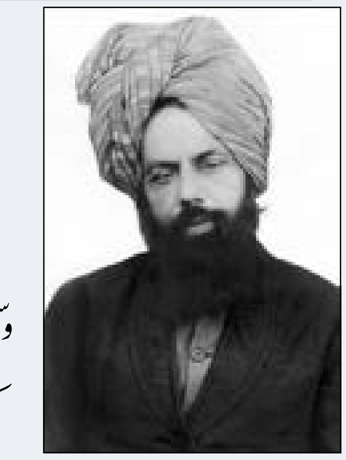

وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں

ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور! نماز کے متعلق ہمیں کیا حکم ہے فرمایا:

’’نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہمیں نماز معاف فرما دی جاوے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے۔ تو آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں ہے تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلّت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔ اس سے اپنی حاجات کا مانگنا، یہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اس مسؤل کی تعریف کرنا کہ تُو ایسا ہے۔ اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا، پھر اس سے مانگنا۔ پس جس دین میں یہ نہیں، وہ دین ہی کیا ہے۔ انسان ہر وقت محتاج ہے۔ اس سے اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اسی سے خواستگار ہو۔ کیونکہ اسی کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اے خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کر لیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت، اس کا خوف اس کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 188-189، ایڈیشن 1988ء)

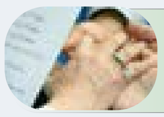

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر قرب الٰہی کے حصول کے لئے عمومی طور پر اعمال صالحہ بجالانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ

’’عمل صالح بڑی ہی نعمت ہے۔ خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے اور قرب حضرت احدیّت حاصل ہوتا ہے…‘‘(اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔)’’… مگر جس طرح شراب کے آخری گھونٹ میں نشہ ہوتا ہے اسی طرح عمل صالح کے برکات اُس کی آخری خیر میں مخفی ہوتے ہیں۔ جو شخص آخر تک پہنچتا ہے اور عمل صالح کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے وہ ان برکات سے متمتع ہو جاتا ہے لیکن جو شخص درمیان سے ہر عمل صالح کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کو اپنے کمال مطلوب تک نہیں پہنچاتا، وہ ان برکات سے محروم رہ جاتا ہے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد 1صفحہ 600۔ مکتوب بنام میر عباس علی صاحب مکتوب نمبر 45)

فرمایا:

’’میں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اس سے تسلّی پاتا ہے۔ اب تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اسے حاصل ہے؟ مَیں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے۔ پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ ان حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور روح پیدا کی جاوے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4صفحہ 565۔ ایڈیشن 1988)

آپ نے فرمایا: ’’انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہو۔ جب وہ خدا کا مقرّب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے۔ زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اترتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخ کنی کے لئے قریش نے کس قدر زور لگایا۔ وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنِ تنہا۔ مگر دیکھو! کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے۔

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5صفحہ 106۔ ایڈیشن 1988)

پھر ہمیں قرب حاصل کرنے کے معیار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ

’’خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کیلئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گِدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل

بقیہ صفحہ 3 پر

بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے

بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے
تم اچھے مسیحا ہو شِفا کیوں نہیں دیتے

دردِ شبِ ہجراں کی جزا کیوں نہیں دیتے
خونِ دلِ وحشی کا صِلا کیوں نہیں دیتے

مِٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو اب حشر اُٹھا کیوں نہیں دیتے

ہاں نکتہ ورو لاؤ لب و دل کی گواہی
ہاں نغمہ گرو ساز صدا کیوں نہیں دیتے

پیمانِ جُنوں ہاتھوں کو شرمائے گا کب تک
دل والو! گریباں کا پتا کیوں نہیں دیتے

بربادیٔ دل جبر نہیں فیض کسی کا
وہ دشمنِ جاں ہے تو بُھلا کیوں نہیں دیتے

فیض احمد فیض

آج کی دعا

رَبَّنَا عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡنَا وَ اِلَیۡکَ اَنَبۡنَا وَ اِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۵﴾ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَۃً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ اغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۶﴾ (سورۃ الممتحنۃ:5، 6)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! تجھ پر ہی ہم توکّل کرتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم جھکتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے ربّ! ہمیں ان لوگوں کے لئے ابتلا نہ بنا جنہوں نے کفر کیا اور اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے یقیناً تو کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

یہ قرآنِ مجید کی مخالفین کے شر سے بچنے اور طلبِ مغفرت کی جامع دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 6اکتوبر 2006ء میں اس دعا کے پڑھنے کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’پھر مخالفین کے شر سے بچنے کے لئے اور مغفرت کے لئے اور قوم کے سیدھے راستے پر چلنے کے لئے بھی ایک دعا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَۃً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فرما کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اے اللہ تیری باتوں اور حکموں پر عمل نہ کرکے ہم کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں جس سے احمدیت اور اسلام کمزور ہو اور اس وجہ سے مخالفین اور کفار کو موقع ملے کہ وہ اسلام پر حملہ کریں۔ دیکھیں آج کل یہی ہو رہا ہے، جس کو موقع ملتا ہے اسلام پر حملہ کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ پس اس دُعا کی فی زمانہ بہت ضرورت ہے اور جہاں اپنے لئے دعا کریں وہاں ان دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی دعا کریں جو کفار کو، غیر مسلموں کو یہ موقع فراہم کر رہے ہیں کہ وہ اسلام پر حملے کریں۔ مسلمانوں کو نعرے لگانے اور توڑ پھوڑ کی حد تک تو فکر ہے، ذرا سی کوئی بات ہو جائے تو توڑ پھوڑ شروع ہو جاتی ہے، نعرے شروع ہو جاتے ہیں، جلوس نکل آتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی فکر نہیں۔ یہ کرنے کے بعد وہ سمجھتے ہیں کہ مقصد پورا ہو گیا۔ اسی وجہ سے اور ان کے انہی عملوں کی وجہ سے پھر مخالفوں کو مختلف طریقوں سے اسلام پر حملے کرنے کا مزید موقع ملتا ہے اور جو جری اللہ ان حملوں سے اسلام کو بچا رہا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا یہ مسلمان اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور اللہ اور رسولؐ کا حکم نہ مان کر کافروں کے لئے اسلام کے خلاف فتنے کے سامان پیدا کر رہے ہیں اور نتیجۃً پھر اللہ تعالیٰ کی بخشش سے بھی محروم ہو رہے ہیں۔ پس یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ جو غالب اور حکمت والا ہے ہمیں اور تمام امت کو اپنی اس صفت سے متصف کرتے ہوئے حکمت عطا فرما تا کہ ایسی باتوں سے باز رہیں جو اسلام کو نقصان پہنچانے والی ہیں اور ہم جلد تیرے دین کے غلبے کے دن دیکھیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 6اکتوبر 2006ء: خطباتِ مسرور جلد 4صفحہ:508)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

ہر واقفِ نو کو اپنے نصاب سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے

خاکسار نے گزشتہ دنوں ایک اداریہ Syllabuses پر لکھا تھا کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے شعبہ تعلیم نے جماعت کے تمام عمر کے افراد کے لئے سلیبس یکساں طور پر تیار کیا ہے جس سے استفادہ کرنے کی درخواست کی تھی۔ نیز ایک اداریہ میں اس سلیبس میں درج تمام اسلامی اصطلاحات کو موقع و محل کے مطابق استعمال کرنے کی تلقین بھی کر چکا ہوں۔ اس آرٹیکل میں دنیا بھر میں پھیلی جماعتوں کو اپنے ہاں شائع ہونے والے سلیبسز بالخصوص مرکزی شعبہ وقف نو کے تیار کردہ سلیبسز کی طرف توجہ دلا کر استفادہ کی درخواست کی گئی تھی۔

اس کے کچھ دنوں کے بعد مجھے شعبہ وقفِ نو مرکزیہ کے دفتر واقع ڈیر پارک جانے کا اتفاق ہوا جہاں اس شعبہ کے تحت شائع ہونے والی عالمگیر سلیبسز (نصاب) کو نہ صرف دیکھنے کا موقع ملا بلکہ انچارج شعبہ ہذا اور انچارج کمیٹی روزنامہ الفضل آن لائن لندن نے مجھے یہ سلیبسز تحفۃً بھی پیش کئے جن کو خاکسار نے گھر لا کر خوب کنگھالا۔ یہ سلیبسز دنیا بھر میں پھیلے ہزاروں واقفین و واقفات نو کے لئے دو خلفاء کرام (سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی زیرِ نگرانی و زیرِ رہنمائی مرتب پائے۔ یہ اُن مبارک مجاہدین اور بابرکت وجودوں کی تعلیم و تربیّت اور اصلاحِ احوال کے لئے ترتیب دیئے گئے ہیں جن سے خلفاء کو بہت توقعات وابستہ ہیں۔ اور یہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خاص رہنمائی و نگرانی میں تربیت پا رہے ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے مستقبل کے ایسے معمار ہیں جنہوں نے نہ صرف جماعت کی عمارت تعمیر کرتے چلے جانا ہے بلکہ اس میں مختلف اسلامی و جماعتی تعلیمات کے رنگ بھی بھر کر اس کو خوبصورت سے خوبصورت تر بناتے چلے جانا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ مستقبل کے ان معماروں کو پہلے Training بھی دیں اور اس Training کا بہترین ذریعہ یہ نصاب ہیں جو بہت محنت اور دعاؤں سے ایسے رنگ میں تیار ہوئے ہیں جیسے کسی کو تحفہ پیش کرنے کے لئے پھلوں کی باسکٹ تیار کروائی جاتی ہے۔

جس میں مختلف ذائقوں اور خوشبوؤں کے قسما قسم کے رنگا رنگ خوبصورت پھل ترتیب سے لگائے جاتے ہیں جو ذائقے کے لحاظ سے مزیدار اور دکھاوے کے لحاظ سے خوبصورت نظر آتے ہیں۔ جو صحت کے لئے بھی مفید ہوتے ہیں۔ بعینہٖ یہ نصاب مختلف رنگارنگ کے اسلامی پھلوں کا مجموعہ ہے جو خوبصورت بھی نظر آتا ہے اور روحانی صحت کے لئے بہت ضروری بھی ہے۔

یہ نصاب تین حصّوں میں منقسم ہے۔ اس کا پہلا حصّہ 7 سال تک کے واقفین نو بچوں کے لئے ہے۔ جس میں بہت بنیادی باتیں درج ہیں۔ جن کو ہمارے پہلے Stage کے بچوں کو بتانا، سمجھانا اور یاد کروانا ضروری ہے جیسے نماز بالخصوص، آج کے مادی اور بے راہ روی کے دور میں جبکہ بچوں کے کانوں میں ایسی باتیں پڑتی ہیں جن کو بچہ دیکھ کر پیار پیار میں ایسی عادت اپنا لیتا ہے جو معاشرہ کا حسن نہیں ہوتا۔

پارٹ 2 میں 7 تا 15 سال تک کے واقفین نو بچوں کا نصاب ہے۔ جب بچہ گھر کی دلیز سے باہر قدم رکھتا ہے اور وہ باہر کی باتوں کو بھی اپنی زندگی کا حصّہ بآسانی بنا سکتا ہے۔ اس حصّہ نصاب میں پہلے Stage سے آگے کچھ ضروری باتیں اور اہم علم درج ہیں جیسے صفات باری تعالیٰ کے نام ترجمہ کے ساتھ اس لئے بھی ضروری ہوتے ہیں کہ بچے کو خدا کی خدائی بتائی جائے۔ نیز چھوٹی چھوٹی قرآنی سورتوں، احادیث، اسلامی اصطلاحات اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سبق آموز منظوم کلام پر مشتمل یہ نصاب ہے۔

تیسرا حصّہ نصاب 21 سال تک کے واقفین و واقفات نو کے لئے تیار ہوا ہے جس میں اس عمر سے تعلق رکھنے والے واقفین نو کے لئے باتیں درج ہیں۔

یہ نصاب گو واقفین نو کے لئے تیار ہوا ہے لیکن اس سے جماعت کا نوجوان طبقہ بھی یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے یہ نصاب دیکھ کر مجھے لاہور پاکستان کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ جب خاکسار وہاں مربی ضلع کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ میرے پاس ایک فرقہ کے کچھ سرکردہ لوگ دارالذکر آئے۔ جب ہم دونوں نے ایک دوسرے کا تعارف کروایا تو خاکسار کے جماعت احمدیہ کے تعارف پر ان کے جنرل سیکرٹری نے مجھے جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیم کے نظام کو سراہتے ہوئے کہا کہ آپ کے ہاں بچہ جب گھر کی دلیز پر قدم رکھ کر گھر سے باہر جانے کے قابل ہوتا ہے تو آپ کی تنظیم تعلیم و تربیت کے ناطے اس بچے کو اپنی بانہوں میں لے لیتی ہے۔ گھر میں ماں باپ اور بڑے بہن بھائی بچے کی تربیت کر رہے ہوتے ہیں اور گھر سے باہر جماعت بچے کو سنبھال لیتی ہے۔

جماعت یا ذیلی تنظیمیں جن ذرائع سے احمدی بچوں، بچیوں کو سنبھالتی ہیں ان میں سے ایک ذریعہ یہی نصاب ہوتے ہیں۔ جو مختلف تنظیمیں تیار کرتی ہیں۔ ہم جب بچے تھے تو اطفال الاحمدیہ کے لئے کامیابی کی راہیں ہر چہار حصص ہوا کرتے تھے۔ جو اب ایک جلد میں دستیاب ہیں۔ یہ چاروں کتب ہر اس گھر میں نظر آتی تھیں جن گھروں میں یا تو کوئی طفل پرورش پا رہا ہوتا تھا یا ناصرہ احمدیہ پل رہی ہوتی تھی۔ اس طرح وقفِ نو کے نصاب کا ہر واقف نو/واقفہ نو کے گھر میں نہ صرف موجود ہونا ضروری ہے بلکہ عمر کے اعتبار سے بچوں/بچیوں کو نصاب کو ازبر یاد کرنا ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں جماعت احمدیہ میں یہی ایک نصاب ایسا ہے جو عالمی حیثیت رکھتا ہے۔ اور دنیا بھر میں پھیلے تمام براعظموں میں موجود واقفین و واقفات نو اس سے برابر و یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں اور فائدہ اٹھانا چاہیے بھی۔

اللہ تعالیٰ اس نصاب کو جماعت کے بچوں اور بچیوں کے لئے یکساں مفید بنائے اور واقفین نو/واقفاتِ نو جیسی کونپلیں جب اس حسین وجمیل تعلیم کی خوشبو لیے پھوٹیں گی تو اس کی مہک اور خوشبو سے سارا گلستان احمدیت مہکتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

پھر خدا تعالیٰ اپنے مقربوں کے لئے کس طرح غیرت کا اظہار فرماتا ہے اور مخالفوں کو کس طرح ختم کرتا ہے، اس بارے میں آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ پھر کس طرح غیرت دکھاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

''پس جس وقت توہین اور ایذا کا امر کمال کو پہنچ گیا اور جو ابتلا خدا کے ارادہ میں تھا وہ ہو چکا۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ کی غیرت اس کے دوستوں کیلئے جوش مارتی ہے۔ اور خدا ان کی طرف دیکھتا ہے اور ان کو مظلوم پاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ ظلم کئے گئے اور گالیاں دیئے گئے اور ناحق کافر ٹھہرائے گئے اور ظالموں کے ہاتھوں سے دکھ دیئے گئے۔ پس وہ کھڑا ہوتا ہے تاکہ ان کے لئے اپنی سنت پوری کرے اور اپنی رحمت کو دکھلائے اور اپنے نیک بندوں کی مدد کرے۔ پس ان کے دلوں میں ڈالتا ہے تا کہ پورے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔ اور صبح شام اس کی جناب میں تضرّع کریں اور اسی طرح اس کی سنت اس کے مقربین کی نسبت جاری ہے۔ پس آخر کار دولت اور مدد ان کے لئے ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ ان کے دشمنوں کو شیروں اور پلنگوں کی غذا کر دیتا ہے...'' (شیروں اور چیتوں کی غذا کر دیتا ہے) ''... اور اسی طرح مخلصوں میں سنت اللہ جاری ہے وہ ضائع نہیں کئے جاتے اور برکت دیئے جاتے ہیں اور حقیر نہیں کئے جاتے اور بزرگ کئے جاتے ہیں۔''

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 198)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا یہ سلوک ہم نے دیکھا اور دشمنوں کو اس نے ذلیل و خوار کیا۔ ایک بار نہیں دو بار نہیں، بار بار کئی مرتبہ اور مختلف علاقوں میں، مختلف ملکوں میں دشمنانِ احمدیت کی ذلت اور رسوائی اور تباہی ہم نے دیکھی۔ پس آج بھی یہ نظارے ہم دیکھتے ہیں۔ میں پھر افراد جماعت کو اور خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ مخالفین احمدیت کے خلاف خدا تعالیٰ کی لاٹھی چلے گی اور ضرور چلے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ چھوٹے پیمانے پر اس کے نظارے ہم دیکھتے بھی ہیں، دیکھتے رہتے ہیں لیکن اگر وسیع پیمانے پر جلد یہ نظارے دیکھنے ہیں تو پاکستان میں رہنے والے ہر احمدی اور پاکستان سے تعلق رکھنے والے ہر احمدی کو خدا تعالیٰ سے قرب اور تعلق میں بڑھنے کی ضرورت ہے۔ پس دنیا کو پیچھے دھکیلیں۔ خدا تعالیٰ سے قرب میں بڑھتے چلے جائیں اور اس کے بڑھتے چلے جانے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے تا یہ نظارے ہم جلد تر دیکھ سکیں۔ عمومی طور پر دنیا کے احمدیوں کو بھی خاص طور پر اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا میں شیطان کی حکومت کا جلد خاتمہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے مقربین کی حکومت دنیا میں قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کے کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور ان لوگوں میں شامل ہونے کی بھی توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 2/ مئی 2014ء)

مرسلہ: فراز یاسین ربانی ۔ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل غانا

خلافت کی برکات از فرمودات حضرت مسیح موعود و خلفاء جماعت

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔ (ترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنۃ)

ترجمہ: پس تم پر فرض ہے کہ میری سنت اور خُلَفَاءِ رَاشِدِیْن کی سنت کو لازم پکڑو۔ پوری طرح اس کی اتّباع کرو اور پُختہ طور پر اس پر قائم ہو جاؤ۔

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: اگر تُو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اس کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جانا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔ (مسند احمد بن حنبل)

خلفاء مجسم برکت ہوتے ہیں اس برکت کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ خلیفہ کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جاؤ اگرچہ تمہارا جسم نوچ دیا جائے اور تمہارا مال چھین لیا جائے۔ کیونکہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: خَلِیْفَہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظِلّی طور پر رسول کے کَمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اِطلاق ہو کیونکہ خَلِیْفَہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے اِرادَہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واَوْلیٰ ہیں ظِلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خِلافت کو تَجْوِیْز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں بَرَکاتِ رِسالَت سے محروم نہ رہے۔ (شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

خَلِیْفَہ کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ اور ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا۔ (شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 339)

اُن کے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرّک ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات کسی شخص کو چُھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا۔ اُس کے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔ اِسی طرح اُن کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزّوجلّ ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اِسی طرح اُن کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے۔ اِسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 ص 19)

خلفاء کو برکاتِ رسالت کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ (شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 ص 353)

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے ہیں کہ ’’کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کرسکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفے کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے‘‘۔ (الفرقان، خلافت نمبر۔ مئی جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۸)

جناب الٰہی کا اِنتخاب بھی تو ایک انسان ہی ہوتا ہے اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ جدھر منہ اٹھاتا ہے ادھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فَضْل، شِفا، نور اور رَحْمَت دکھلاتا ہے... ہزار ہا مَصَائب اور مشکلات آئیں وہ اس کو ہ وَقَار کو جُنْبِش نہیں دے سکتیں۔ آخر کامیابی اور فتح ان کی ہی ہوتی ہے۔ (خطبات نور صفحہ 56۔57)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

’’جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہوگا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولید نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا‘‘۔ (حضرت عمرؓ نے) ’’مگر خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔ (خطبات محمود جلد ۴ صفحہ ۷۲، ۷۳)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ:

’’میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی‘‘۔ (خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ ۱۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خَلِیْفَہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 1936)

فرمایا: جس کو بھی جس زمانہ میں خدا تعالیٰ ساری جماعت کا اِمام بناتا ہے وہ باقی جماعت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ اور جب تک افرادِ جماعت کا تعلق اس سے ایسی صورت میں نہ ہو جیسا کہ شریف اور نیک بیٹے کا اپنے باپ سے ہوتا ہے اس وقت تک وہ شخص یا وہ قوم یا وہ مُلک ان روحانی بَرَکَات کا امیدوار نہیں ہوسکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں پر نازل ہوتی ہیں جو اس کے مقرر کردہ خَلِیْفَہ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ (تاریخ احمدیت جلد 13 صفحہ 386)

خلافت سے وابستہ برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی کیونکہ اطاعت رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو یہ تو خدا کے حکم کی اطاعت ہے اطاعت رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے۔ تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اور اپنے وطن قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ غرض یہ تینوں باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی تمہاری زکوٰتیں بھی جاتی رہیں گی اور تمہارے دل سے اطاعت رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔
(انوار العلوم جلد 15 ص 526-525)

آپ نور اللہ مرقدہ قبولیت دعا کی برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔
(انوار العلوم جلد 2 ص 158)

نیز فرمایا:

اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔

(انوار العلوم جلد 2 ص 47)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سینکڑوں بعض دفعہ ہزاروں (سال کے اندر) ایسی پریشانیاں ہیں کہ جو خلیفہ ٔوقت کی دعاؤں سے معجزانہ طور پر دُور ہو جاتی ہیں۔... پریشانیاں آتی رہتی ہیں مَیں تو خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ وَ لَا فَخْرَ۔ میرے لئے تو فخر کی بات نہیں خدا تعالیٰ میرے ذریعہ مومنین کی جماعت کے خوف کو بدلتا ہے تو یہ اس کی شان ہے۔

(خطبات ناصر جلد 7 صفحہ 394)

نیز فرمایا:

خلیفہ وقت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہزاروں دعائیں معجزانہ رنگ میں قبول کرتا ہے میں جب قبولیت دعا کے متعلق خط پڑھتا ہوں تو یہ سوچ کر کانپ اُٹھتا ہوں کہ میں اتنا کمزور، گناہگار اور بے بس انسان ہوں اور اللہ تعالیٰ اس قدر پیار کا سلوک مجھ سے کرتا ہے۔

(خطبات ناصر جلد 2 ص 308)

مزید فرمایا:

یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔... مجھ سے کسی نے پوچھا کہ خلافت سے پہلے کبھی آپ نے سوچا کہ خلیفہ بن جائیں گے میں نے کہا:

"No sane person can aspire to this"

کوئی عقلمند آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے کوئی سوچے گا کیسے۔ کوئی احمق ہی ہوگا، پاگل ہوگا جو یہ کہے گا کہ مجھے یہ ذمہ داری مل جائے۔

(خطبات ناصر جلد 7 صفحہ 388، 389)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جماعت احمدیہ کو خدا کی طرف سے ایک رعب عطا ہوا ہے۔ خلافت احمدیہ اس رعب کے ساتھ تمام دنیا کے اوپر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمتیں سرانجام دیتی ہے اور اس کا رعب دُور دُور تک اثر کرتا ہے تمہارے دلوں پر بھی یہ پڑتا ہے، یہی رعب ہے جس نے تمہیں خائف کیا ہوا ہے یہی رعب ہے جس کی وجہ سے تمہارے بدن کانپ رہے ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ جب تک خلافتِ احمدیہ زندہ ہے جماعت احمدیہ پھیلتی چلی جائے گی اور کبھی نہیں رک سکے گی تم گواہ ہو اس رعب کے اگر اور کوئی نہیں۔ اس رعب کی سرزمین سے جو خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے تم خلافت احمدیہ کو کبھی نہیں نکال سکتے۔

(خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 681، 682)

خدا تعالیٰ نے نظام خلافت کی یہ برکت رکھی ہے جو انشاء اللہ آئندہ عالم میں پھیلتی چلی جائے گی کہ ایک ایسی مرکزی نظر پیدا کر دی گئی ہے جس کو روشنی دنیا بھر کی احمدی نظروں سے ملتی ہے اور وہ اپنی بصیرت سے خلیفہ وقت کو حصہ دیتے چلے جاتے ہیں۔

(خطبات طاہر جلد 8 ص 379)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کامل ﷺ کی اُمّت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظامِ خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 257، 256)

خلیفہ ٔوقت کو جماعت سے براہِ راست اور جماعت کو خلیفہ ٔوقت سے بغیر کسی واسطے کے ملنے کی تڑپ بھی دونوں طرف سے ہے...... اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے اس کے لئے بھی **نصف ملاقات کا ایک راستہ بھی ہمارے لئے کھول دیا ہے جو ایم ٹی اے کے ذریعے سے انتظام فرمایا ہے۔**

(خطباتِ مسرور جلد 8 صفحہ 663)

اب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو خلافت کے منصب پر فائز کیا کہ اگر دنیا کی نظر سے دیکھا جائے تو شاید دنیا کے لوگ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کریں لیکن خدا تعالیٰ دنیا کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ:

"خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانے میں چھ سال متواتر اس مسئلے پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔"

(خطبات مسرور جلد 2 ص 351)

یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبات مسرور جلد 2 ص 354)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں پنہاں ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء صفحہ اول)

بقیہ: حاصل مطالعہ ...... از صفحہ 8

موعود علیہ السلام سے متعلق اپنی ایک ملاقات کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ نے فرمایا کہ ہمارا دل تو چاہتا ہے کہ آپ اور چھٹی لے لیں اور یہاں ہمارے پاس کچھ عرصہ ٹھہریں۔ اس کے بعد میری ملازمت کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ کیا تنخواہ ملتی ہے؟ کیا کام کرنا پڑتا ہے؟ حتیٰ کہ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی دریافت فرمائیں گویا حضورؑ میرے حالات سے پورے طور پر واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ الغرض میں وہ کتاب (حقیقۃ الوحی) لے کر گیا اور اپنے والد صاحب کو پڑھنے کے لئے دی۔ وہ کہنے لگے کہ میں تو اس گندی کتاب کو (معاذ اللہ) ہاتھ لگانا بھی گناہ سمجھتا ہوں جس پر میں نے حضرت اقدسؑ کے ارشاد کے مطابق وہ سب کچھ عرض کر دیا۔ آخر میرے والد صاحب نے کتاب لے کر چند اوراق اِدھر اُدھر سے پڑھے۔ پھر وہ کتاب ہمارے گاؤں کے ایک نوجوان مولوی کو جسے ایک اور مولوی ملازم رکھ کر پڑھواتا تھا، پڑھنے کو دی۔ اس بدقسمت نوجوان مولوی نے کتاب کو پڑھ کر والد صاحب سے کہا کہ یہ کتاب تو ایسی ہے جیسا کہ حلوہ میں زہر۔ خدا کی شان کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُسے اسی رنگ میں زہر پلا دیا۔ یعنی ایک زہریلے سانپ نے اُسے کاٹا اور وہ دوسرے دن راہی ملک عدم ہوگیا۔"

(رجسٹر روایات جلد 7 صفحہ 259۔ بحوالہ ماہنامہ خالد جون 2009ء)

کیا کھویا اور کیا پایا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سالِ نو کے موقع پر ایک فکر انگیز ارشاد:

"غور کرے کہ اس کی زندگی میں ایک سال آیا اور گزر گیا۔ اس میں وہ ہمیں کیا دے کر گیا اور کیا لے کر گیا۔ ہم نے اس سال میں کیا کھویا اور کیا پایا۔ ایک مومن نے دنیاوی لحاظ سے دیکھنا ہے کہ اس سال میں اس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ اس کی دنیاوی حالت میں کیا بہتری پیدا ہوئی یا دینی لحاظ سے اور روحانی لحاظ سے دیکھنا ہے کیا کھویا اور کیا پایا۔"

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 20 جنوری 2017ء، صفحہ 6)

☆...☆...☆

تبرکات: مولانا ابو العطاء جالندھری مرحوم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ خلوت

نبوت اور خلوت

انبیاء علیہم السلام کی بے لوث فطرت اور پاکیزہ سرشت نمود و نمائش کی خواہش سے مبرّا ہوتی ہے۔ وہ اہل دُنیا اور ان کی مدح و ثنا کو محض بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ ان کی نگاہ اسی ذات پر ہوتی ہے جو ذرّہ ذرّہ کی عالم اور جس کی تعریف، حقیقی تعریف ہوتی ہے۔ سو وہ فنا کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔ نفسانیت کو ہٹا کر، انانیّت کو کچل کر صرف آستانۂ اُلوہیت پر ناصیہ فرسا ہو جاتے ہیں۔ تب رحمتِ خداوندی جوش مارتی ہے اور اُن کے دامن کو اپنے افضال سے بھر دیتی ہے۔ بلکہ آسمانی خزانوں کی چابی اُن کو دی جاتی ہے۔ جس پر وہ کھولتے ہیں۔ اُس کے لئے آسمانی دروازے کھولے جاتے ہیں اور جس پر وہ بند کرتے ہیں، وہ شقاوت سے حصہ پاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔

و قد غوّصتُ فی بحر الفناء
فعُدتُ و فی یدی ابھی اللّالی

انبیاء کرام کی سوانح حیات پر ایک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انتہائی طور پر خلوت پسند ہوتے ہیں۔ دُنیا کی شہرت و عزت کو عار خیال کرتے ہیں۔ وہ دُنیا کی طرف منہ نہیں کرتے، جب تک کہ قدرت کا زبردست ہاتھ مجبور کر کے اُن کو باہر نہیں لاتا۔ بیشک وہ بنی نوع انسان کے سب سے بڑے ہمدرد اور خیر خواہ ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ اُنہیں اس خیر خواہی پر کوئی صِلہ مطلوب نہیں ہوتا اس لئے عزلت نشینی کی مضطربانہ دُعاؤں اور خالقِ کُل سے کامل وابستگی کی خاطر وہ زاویہ نشین ہو جاتے ہیں اور اسی طریق پر کارفرما رہتے ہیں۔ تاوقتیکہ اُنہیں ندائے آسمانی ’’قُمْ فَاَنْذِرْ‘‘ کا ارشاد نہیں فرماتی۔ گویا خلوت اور نبوت کا نہایت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ غرض ہر نبی کا یہی مقولہ ہوتا ہے۔ ؎

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو تھی نفرت ہر اک عظمت سے عار

خلوت کی زندگی پر تبصرہ کی اہمیت

انسانی زندگی کے دو بڑے پہلو ہوتے ہیں۔ اول وہ جس میں انسان عام دُنیا کی نظروں کے سامنے ہوتا ہے اور دُنیا کی تعریف و مذمت کا نشانہ بنتا ہے۔ دوم جب اُس کے اعمال کے دیکھنے والوں کا دائرہ نہایت محدود ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو انسانوں میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ نہیں ہوتا۔ صرف ’’خدا دیکھتا ہے‘‘ کا زبردست یقین اُس کے کاموں پر حکمرانی کرتا ہے۔ اوّل الذکر پہلو جلوت اور موخر الذکر حصہ کو خلوت سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی جلوت کو پاکیزہ اور جلی بنانے یا کم از کم پاکیزہ دِکھانے کی کوشش کرے گا اور کرتا ہے تا اُسے لوگوں کی نظر میں وقار اور عزت حاصل ہو۔ بسا اوقات بڑے بڑے بدقماش انسان بھی اپنے آپ کو فرشتہ سیرت ظاہر کرتے ہیں۔

ع اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

مگر بہت کم ہیں جو اپنی اصلاح کی فکر کرتے ہیں اور دل پاک بنا کر خلوت کی زندگی کو بھی مطہر بناتے ہیں۔ علماءِ بدکردار کے حق میں ایک بزرگ فرما گئے ہیں۔ ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و ممبر میکنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

اصل نیک وہی ہے جس کا دل بھی پاک ہو اور خلوت و جلوت میں ہر وقت پاکیزگی اس کا شیوہ ہو۔ ’’سَرِیْرَتُہٗ خَیْرٌ مِّنْ عَلَانِیَتِہٖ‘‘ کا نمونہ ہو۔ انسان ظاہر داری کی خاطر بہت حد تک بلند آہنگ دعاوی کے لئے اخلاق و اعمال میں بھی تصنّع اور بناوٹ اختیار کر لیتا ہے۔ مگر خلوت کی زندگی ایسی ہے جو انسان کے ظاہر کی گواہ اور اُس کے قلبی اعتقادات کی شاہد ہوتی ہے۔ پس خلوت کی زندگی پر غور کرنا نہایت اہم اور ضروری پہلو ہے۔

خلوت نبوی اور تاریخ

ہادیانِ مذاہب میں سے سراپا حمد یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات ستودہ صفات ہے۔ جن کی زندگی کے نمایاں کارناموں بلکہ آپ کی ہر حرکت و عمل سے صفحاتِ تاریخ مزیّن ہیں۔ دُشمن اور دوست آپ کے افعال کے شاہد ہیں اور اپنے اور بیگانے آپؐ کے ثناخواں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امتیازی صفت اور بھی روشن ہو جاتی ہے جبکہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی خلوت کا بھی بیشتر علم تاریخی طور پر موجود ہے۔ مَیں نے جہاں تک غور کیا ہے اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یگانہ پایا ہے۔ دُنیا میں بہت سے ایسے مذاہب ہیں جن کے بانیوں کا تا حال نام و پتہ بھی متعین نہیں اور اہمیت کے لحاظ سے تو کسی بھی بانئ مذہب کو بانئ اسلام سے مساوات حاصل نہیں۔ پس اسلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخی شخصیت پر بجا فخر حاصل ہے اور اس کا اہم ترین پہلو آپ کی خلوت کا تذکرہ ہے۔

خلوت نبویؐ کا بہترین معیار

انسان کے کام خواہ کتنے ہی نہاں در نہاں اور سات پردوں میں کیوں نہ ہوں مگر ایک علیمِ کُل ہستی موجود ہے۔ جس کے سامنے کوئی راز نہیں۔ اس لئے انسان کے مخفی اعمال کے جانچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا اُس سے معاملہ اور سلوک بہترین گواہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ناپاک دل نصرتِ الٰہی کے مَورد نہیں بن سکتے۔ بلکہ اُن کی موت ذِلت اور حسرت کی موت ہوتی ہے اور اُن کے مقاصد کبھی پورے نہیں ہوتے اور اُنہیں کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ اس کھلی شہادتِ آسمانی کے لحاظ سے جب دیکھا جاتا ہے تو معاندین کو بھی عظمتِ نبوی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑا ہے۔ مشہور ہندو لالہ شام لال جی ایڈیٹر اخبار ’’گورو گھنٹال‘‘ نے بھی اپنی کتاب ’’مذہبی دُنیا کے نَو ریفارمر‘‘ میں اعتراف کیا ہے۔

’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی زندگی میں ہی وہ کامیابی حاصل ہوئی جس کی مثال اس وقت دُنیا میں ملنی مشکل ہے۔‘‘

(صفحہ 172)

جس کے بالفاظ دیگر یہ معنے ہیں کہ جس قدر تائید ایزدی حضور علیہ السلام کے شاملِ حال ہوئی، وہ کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں ہوسکی اور یہ امر حضورؐ کی پوشیدہ زندگی کو نہایت روشن کر دیتا ہے اور آپ کو پاکبازوں اور مزکّی نفوس کی صف میں سب سے اول نمبر پر لا کھڑا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمانی نداء نے بآوازِ بلند اعلان کر دیا۔ ’’پاک محمدؐ مصطفےٰ نبیوں کا سردار‘‘

آنحضرت ﷺ کی خلوت کی اقسام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت مختلف حصوں پر منقسم ہے۔ (1) وہ زمانہ حیات جو حضور کی گھریلو زندگی سے موسوم ہے، وہ بھی خلوت کی زندگی ہے۔ (2) وہ اوقات جن میں حضور بعض حوائج کے پورا کرنے کے لئے لوگوں سے علیحدگی اختیار فرماتے تھے۔ (3) عموماً رات کی تاریک گھڑیوں میں حضور کی عابدانہ مصروفیتیں۔ (4) انسانی آبادی سے دُور تیرہ و تاریک غاروں میں حضور کی خلوت اور تنہائی کے اوقات۔

پہلی خلوت

اوّل الذّکر خلوت کا بیان دیگر عنوانات کے ضمن میں آچکا ہو گا اور اس کی تفصیل کے لئے یہ جگہ ناکافی ہے۔ مختصر یوں سمجھئے کہ ہم آپ کو اس زندگی میں نہایت سادہ اور خوش خُلق معاون اور بہترین خاوند کی حیثیت میں پاتے ہیں اور آپ اپنی بیویوں کے کام کاج میں اُن کا ہاتھ بٹاتے تھے اور اپنی ضروریات کو خود پورا فرماتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ وَیَحْلُبُ شَاتَہٗ وَیَخْدُمُ نَفْسَہٗ (شمائل ترمذی ص 24) کہ اندرون خانہ حضورؐ کو کپڑے درست کرنے اور بکریاں دوہنے اور دیگر کاموں کے کرنے سے حجاب نہ تھا۔ خود حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ (ترمذی جلد 2 ص 229) اے لوگو! تم میں سے نیک وہی ہے جو اپنے گھر والوں سے نیک سلوک کرتا ہے اور مَیں تم میں سے اپنے اہل سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضورؐ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے نہایت جامع جواب دیا یعنی کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن کہ حضورؐ کے خصائل و اطوار قرآن مجید کی عملی تصویر تھے۔ یہی پاکیزہ طریق تھا جس نے حضور علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی محرم راز کو تیار کیا اور دیگر اقارب کو دین حق میں داخل ہونے کی توفیق حاصل ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق مسز اینی بسینٹ نے کیا خوب کہا۔

’’اس حالت کا تصور کیجئے جبکہ صرف اُن کی بیوی ہی اُن پر ایمان لائیں ہیں۔ اس کے بعد نہایت قریبی رشتہ دار اُن پر ایمان لائے ہیں۔ اس بات سے محمدؐ کی نسبت کچھ کچھ پتا لگتا ہے۔ ایک ایسے مجمع میں سے پیرو حاصل کر لینا آسان امر ہے۔ جو آپ کو نہیں جانتا جو آپؐ کو صرف پلیٹ فارم پر دیکھتا ہے۔ جو آپؐ کی صرف لکھی لکھائی تقریریں سنتا ہے۔ یا آپؐ کو بعض سوالات کا جواب دینے کی حالت میں دیکھتا ہے لیکن اپنی بیوی اپنی بیٹی اور اپنے داماد اور دیگر قریبی رشتہ داروں کی نظر میں نبی بننا یہ فی الحقیقت نبی بننا ہے اور یہ ایک ایسی فتح ہے جو حضرت مسیحؑ کو بھی نصیب نہ ہوئی۔ (رسالہ نظام المشائخ دہلی جلد 14 نمبر 4 5-)

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر کی زندگی نہایت پاکیزہ اور مطّہر تھی جس کے لئے قولی و عملی شہادت موجود ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو حضورؐ سے پندرہ برس بڑی تھیں، آپؐ کی پہلی زندگی کے کمال پاکیزہ ہونے کی گواہی دی ہے۔

اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِیْ الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ۔

(صحیح بخاری، کتاب الوحی باب کیف کان بدءُ الوحی الی رسول اللہ ﷺ)

دوسری خلوت

ذکر خدا آنحضرت ﷺ کی غذا روحانی تھی۔ ہر لمحہ ہر ساعت آپؐ یادِ خدا میں مشغول ہوتے تھے۔ آپؐ کی رفیق زندگی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کَانَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہ حضورؐ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے۔ آپؐ کی بے شمار دُعائیں جو آپؐ نے مختلف اوقات میں بارگاہِ ایزدی میں کیں۔ آپؐ کے قلبی جذبات کی شاہد ہیں۔ آپؐ نے بارہا خلوت کی مبارک گھڑیوں میں اپنے خالق کو مخاطب کیا اور عرض معروض کی۔ وہ پاک الفاظ آج بھی انسانی بدن کے رونگٹے کھڑے کر دیتے ہیں۔ جنگِ بدر کے شروع ہونے سے پہلے حضورؐ نے جبینِ

نیاز کو خاک پر رکھ کرعرض کیا۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا اے خدا! اگر آج تُو نے اس گروہِ مومنین کو تباہ کروادیا۔ تو کون دُنیا میں تیری عبادت کرے گا۔ ایک دوسرے موقع پر فرمایا اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّی لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنُوبِي إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّآ أَنْتَ اے خدا! تُو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی قابل عبادت نہیں۔ تُو نے مجھے پیدا کیا اور مَیں تیرا بندہ ہوں اور اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ اپنے کاموں کے خراب پہلو سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے احسانوں کا معترف اور اپنی کوتاہیوں کا اقراری ہوں۔ تیرے سوا کوئی پَردہ پوش نہیں۔

ہیچو قسم کی مختلف دُعائیں ہیں۔ جن سے حضور علیہ السلام کی خشیت و تضرّع کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ حضور جب قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو دُعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ اے خدا! مَیں ہر مادی و روحانی گند سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جب حضورؐ تھوڑی دیر کے لئے بستر استراحت پر جاتے تو وضو کرتے اور فرماتے بِاسْمِكَ رَبِّي بِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهٗ فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ اے میرے ربّ! تیرے نام سے مَیں سوتا ہوں اور تیرے حکم سے بیدار ہوں گا۔ اگر تو میرے نفس کو روک رکھے۔ تو اس پر رحم کر اور اگر اُسے بھیجے تو نیکوکار بندوں کی طرح اس کی حفاظت فرما۔

پھر اس قسم خلوت میں میاں بیوی کے تعلقات کا وقت لوگوں کے لئے عام طور پر نفسانی جوشوں کے غلبہ کا وقت ہوتا ہے اور بہت ہیں جو نفس امّارہ سے مغلوب ہو کر خدا بلکہ دُنیا کی شرم و حیا سے بھی غافل ہوجاتے ہیں۔ مگر وہ مقدّسین کا سردار جس نے فرمایا تھا قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (بخاری) یادِ خدا سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اس خلوت کے موقع پر بھی دُعا کرتا ہے اور دوسروں کو اس کے پڑھنے کی تلقین فرماتا ہے اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبْ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا اے خدا! ہم (میاں بیوی) کو شیطان اور گندے خیالات سے بچا اور ہمارے بچہ کو بھی شیطانی اثرات سے محفوظ رکھ۔

پس نبی کریم ﷺ کی خلوت کا یہ پہلو بھی نہایت نمایاں اور واضح ہے۔

آنحضرت ﷺ کی رات

سیّد الانبیاء کی شبانہ عبادت کے متعلق بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے الگ عنوان مقرر ہے۔ قرآن مجید میں جسے دُشمنان اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ساختہ کلام قرار دیتے ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ) ارشاد ہوتا ہے اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ أَشَدُّ وَطْأً وَّأَقْوَمُ قِیْلًا (المزمّل) رات کی بیداری اور ریاضاتِ شاقہ نفس کشی کا بہترین ذریعہ ہیں اور اس طریق سے کلام میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے تم رات کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں گزارا کرو۔ خود حدیثِ صحیح میں افضل العبادت کے متعلق نبی پاکؐ نے فرمایا اَلصَّلٰوۃُ وَالنَّاسُ نِیَامٌ کہ بہترین عبادت یہ ہے کہ انسان اس وقت نماز پڑھے جبکہ اہلِ دُنیا خوابِ غفلت میں ہوتے ہیں۔

ان ارشادات سے عیاں ہے کہ حضور علیہ السلام کی رات کیسی ہوگی مختصر طور پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لفظوں میں یوں پڑھ لیجئے۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی حَتّٰی تَوَرَّمَ قَدَمَاہُ قَالَ فَقِیْلَ لَہٗ تَفْعَلُ ھٰذَا وَقَدْ جَاءَكَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر نمازیں پڑھتے تھے کہ حضور کے پاؤں پر وَرم آجاتا تھا۔ عرض کیا جاتا کہ جب ذات باری نے آپ کو معصوم بنایا ہے تو پھر اس قدر عبادت کی کیا ضرورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا مَیں اپنے آقا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

غاروں والی خلوت

بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قوم کی نظروں میں جو عزت و توقیر حاصل تھی اُسے دیکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی خلوت پسندی نہایت قابلِ تعریف جوہر بن جاتی ہے۔ ایک راندۂِ خلق انسان اگر زاویہ نشین ہوجائے تو اور بات ہے لیکن جسے خاص و عام سر آنکھوں پر بٹھاتے ہوں۔ اُس کا اس طرح تنہائی اختیار کرنا یقیناً جذبۂ للهیت کا زبردست ثبوت ہے۔ سرورِ کائنات کے وجود باجود نے دو مشہور غاروں کو زینت بخشی ہے۔ زمانہ نبوت سے قبل کی زندگی میں جس کی پاکیزگی کے متعلق فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس: 17) میں کھلے طور پر چیلنج کیا گیا ہے۔ حضورؐ نے کوہِ نور کے غارِ حرا کی تاریک جگہ میں بہت عرصہ کنج خلوت اختیار کیا۔ بخاری شریف میں لکھا ہے۔

حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلٰى أَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذَالِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ۔ (صحیح بخاری جلد 1 ص 3)

آنحضرت کو خلوت پر بہت پسند تھی۔ آپؐ غارِ حرا میں کئی کئی راتوں تک بغرض عبادت اختیار فرماتے اور اس عرصہ کے لئے کھانا گھر سے لے جاتے۔ جب وہ کھانا ختم ہوجاتا۔ واپس آکر پھر توشہ لے جاتے۔ آپؐ اسی طرح کیا کرتے یہاں تک کہ آپؐ پر حق کھل گیا اور وحی لے کر فرشتہ آپؐ کے پاس حاضر ہوگیا

ایک غیر مسلم مصنف پرکاش دیو جی لکھتے ہیں۔

''محمدؐ صاحب کا دل اپنے ملک کو تاریکی اور جہالت میں ڈوبا ہوا دیکھ کر بے انتہا کُڑھتا اور دُکھتا تھا۔ وہ بت پرستی کو دیکھ کر بہت گھبراتے تھے۔ عورتوں کا حالِ زار اور معصوم لڑکیوں کو زندہ دَرگور ہوتے ہوئے دیکھ کر اُن کا جِگر پاش پاش ہوتا تھا مگر کچھ کر نہ سکتے تھے۔ ایسے ایسے واقعات سے گھبرا کر وہ اکثر تنہائی میں رہتے اور اُن کے دفیعہ کی تدبیریں سوچتے رہتے تھے۔ اُن کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان کا مہینہ غارِ حرا میں رہ کر خدا کی یاد میں بسر کرتے اور جو کوئی بھولا بھٹکا مسافر ادھر جا نکلتا اُس کی رہنمائی اور دستگیری کرتے۔ خدا سے ہمیشہ یہ دُعا مانگتے کہ کسی طرح اُن کا ملک چاہِ جہالت سے نکلے۔ اور خدا کی بارگاہ میں سربسجود روتے۔ آخر کار جوئندہ یابندہ الہام الٰہی کا چشمہ اُن کے دل میں پھوٹا اور نورِ خداوندی کا چمکارا چمکا۔

(سوانح عمری حضرت محمدؐ صاحب ص 28)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی واقعۂ ایمان پرور کا بدیں الفاظ ذکر فرمایا ہے۔

اندراں وقتیکہ دُنیا پُر ز شرک و کفر بُود
ہیچ کس را خوں نہ شد دل جز دلِ آں شہریار
کس چہ میداند کر ازاں نالہ ہا باشد خبر
کاں شفیعے کرد از بہر جہاں در کنجِ غار
من نمیدانم چہ دَردے بود و اندوہ و غمے
کاندراں غارے در آوردش حزین و دِلفگار
نے ز تاریکی توحّش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مُردن غم نہ خوفِ کژدم و نے بیمِ مار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نوعِ انسان کا بہترین خیرخواہ ہونے کے لئے یہ واقعہ زبردست دلیل ہے۔ خود باری تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ کہ تُو ان کے کفر و شرک کے غم میں اپنی جان کو ہلکان کر رہا ہے۔ نسلِ انسان کا سب سے بڑا غمخوار غارِ حرا میں ظلمت و بُت پرستی کے خلاف آہ و پُکار بلند کرتا ہے۔ اس حقیقی گریہ و بُکا کی عرش تک رسائی ہوجاتی ہے اور اُسے گوہر مقصود حاصل ہوجاتا ہے۔ آپؐ غارِ حرا سے آتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا ضیاء فگن کلام آپؐ کے ساتھ ہوتا ہے۔

وہ غارِ حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

اس منور کلام نے عالم کو بقعۂ نور بنا دیا اور ہر سعید فطرت انسان کے لئے گوناگوں روحانی دلچسپیوں کا موقع فراہم کردیا۔

اس جگہ یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ آسمانی نوشتوں میں قدیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو فاران کے پہاڑ سے قرار دیا گیا ہے۔ لکھا ہے۔

''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدّوسیوں کے ساتھ آیا۔'' (استثناء 33/2)

اُوپر کی آیت میں آنحضرت ﷺ کی جلوہ گری کو الٰہی تجلّی قرار دیا ہے۔ جس سے آنحضرت ﷺ کی کمال پاکیزہ زندگی پر دلالت کرانا مقصود ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ سرورِ کائنات روزِ اول سے ہی شیطانی تصرّف سے پاک تھے۔ غارِ حرا میں آپ کے سامنے طبیعت ملکیہ کی مناسبت کی وجہ سے فرشتہ ہی آیا۔ شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے سامنے آنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ مگر مسیحؑ جیسا اُولوالعزم نبی چالیس روز تک متواتر شیطان کا تختۂ مشق بنا رہا۔ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے۔

''یسوع روح القدس سے بھرا ہوا یردؔن سے لوٹا اور چالیس دن تک روح کی ہدایت سے بیابان میں پھرتا رہا اور ابلیس اُسے آزماتا رہا......... جب ابلیس تمام آزمائشیں کر چکا تو کچھ عرصے کے لئے اُس سے جدا ہوا۔''

(باب 4 آیت 1-12)

اس اقتباس سے حضرت مسیحؑ کی قوت قدسیہ عیسائی مسلمات کی رُو سے ظاہر ہے کہ غارِ حرا کا خلوت پسند نہ صرف خود شیطانی وساوس سے تاابد محفوظ قرار پایا بلکہ آپ کے متّبعین کو بھی شیطان کش طاقت دی جاتی ہے۔

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس
بیادر ذیلِ مستانِ محمدؐ

غارِ حرا کی خلوت کے اثرات نہ مٹ سکنے والے ہیں۔ دُنیا ان گہرے نقوش کو ناپید نہیں کرسکی اور نہ کرسکتی ہے۔ مگر اس کے علاوہ ایک دوسرے غارِ ثور کو بھی حضور علیہ السلام کی قدم بوسی کا فخر حاصل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جب مشیّت ایزدی کے ماتحت اپنے وطن مالوف سے ہجرت فرمائی تو آپؐ کو کئی دنوں تک غارِ ثور میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ دُشمن چاروں طرف سے غار کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ خون کے پیاسے درندوں کی مانند یورش کرتے آرہے ہیں۔ آپ کا جانباز رفیق سیدنا ابوبکرؓ آنحضرت ﷺ کی جان کو خطرہ میں پاکر گھبرا جاتا ہے۔ مگر وہ ثبات و استقلال کا پہاڑ نہایت یقین اور اطمینان سے فرماتا ہے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (توبہ: 41) مت غم کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ دُشمن ناکام و نامراد واپس ہوجاتے ہیں اور حضورؐ اپنے آئندہ بننے والے وطن کی طرف باامن وامان روانہ ہوجاتے ہیں۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ نبوت کے مکی و مدنی دَور کی ابتداء غاروں کی خلوت سے ہی ہوئی ہے اور حضور کی روحانی و دُنیاوی ترقیات کا آغاز بھی اسی خلوت سے لازم نظر آتا ہے جس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضور کی خلوت نہایت پاکیزہ اور عظیم الشان طور پر نتیجہ خیز تھی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ

(ماخوذ از الفضل 31 مئی 1929ء)

☆...☆...☆

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مرسلہ: عطاء المجیب راشد، امام مسجد فضل لندن

حاصل مطالعہ
(قسط 3)

دل کے زنگ دور کرنے کا گُر!

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً یہ دل بھی صیقل کیے جاتے ہیں جس طرح لوہے کے زنگ آلود ہونے پر اُسے صیقل کیا جاتا ہے۔ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کی (یعنی دل کی) صفائی کیسے کی جائے؟

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

موت کو کثرت سے یاد کرنے سے۔

اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد نمبر 3 باب التاسع عشر (فی تعظیم القرآن) فصل فی ادمان تلاوۃ القرآن۔ مکتبۃ الرشد۔ ریاض۔ طبع ثانی 2004ء)

حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’آنحضرت ﷺ خدا کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل تھے۔ سچا ہونا ان کا تو اس بات سے ثابت ہے کہ اس عام ضلالت کے زمانہ میں قانون قدرت ایک سچے ہادی کا متقاضی تھا اور سنت الٰہیہ ایک رہبر صادق کی مقتضی تھی کیونکہ قانون قدیم حضرت رب العالمین کا یہی ہے کہ جب دنیا میں کسی نوع کی شدت اور صعوبت اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمت الٰہی اس کے دُور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے جب امساک باران سے غایت درجہ کا قحط پڑ کر خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے آخر خداوند کریم بارش کر دیتا ہے۔ اور جب وبا سے لاکھوں آدمی مرنے لگتے ہیں تو کوئی صورت اصلاح ہوا کی نکل آتی ہے یا کوئی دواہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب کسی ظالم کے پنجہ میں کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو آخر کوئی عادل اور فریاد رس پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا ہی جب لوگ خدا کا راستہ بھول جاتے ہیں اور توحید اور حق پرستی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ تو خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندہ کو بصیرت کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مشرف کر کے بنی آدم کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے کہ تا جس قدر بگاڑ ہو گیا ہے اسکی اصلاح کرے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد اول۔ حاشیہ صفحہ 113، 114)

قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

’’یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دُعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دُعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 455 ایڈیشن 1988ء)

امام کی ڈھال کے سائے میں مقابلہ

’’اے دوستو! بیدار ہو اور اپنے مقام کو سمجھو اور اُس اطاعت کا نمونہ دکھاؤ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر کسی اور جگہ پر نہ ملتی ہو اور کم سے کم آئندہ کیلئے کوشش کرو کہ سَو میں سے سَو ہی کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائیں اور اُس ڈھال سے باہر کسی کا جسم نہ ہو جسے خدا تعالیٰ نے تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے اور اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ پر ایسا عمل کرو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح تم سے خوش ہو جائے۔‘‘

(قیام امن اور قانوں کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، انوار العلوم، جلد 14، صفحہ 525)

مالی مشکلات سے نجات

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ خاکسار اور مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ کو قادیان دارالامان میں اکٹھا رہنے کا موقع ملا۔ ایک دن دوران گفتگو میں نے عرض کیا کہ آپ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی خاص واقعہ بتائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خاص برکات کا ایک واقعہ سنایا۔ آپؓ نے بیان کیا کہ میں ایک عرصہ تک مالی مشکلات میں مبتلا رہا اور کئی ہزار روپے کا مقروض ہو گیا۔ میں نے مالی مشکلات سے گھبرا کر بے چینی کی حالت میں حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور نہایت عاجزی سے اپنی مالی مشکلات کے ازالہ کے لئے درخواست دعا کی۔ اس پر حضور اقدسؑ نے فرمایا: میاں عبداللہ ہم بھی انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کریں گے لیکن آپ اس طرح کریں کہ فرضوں کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کا وظیفہ جاری رکھیں۔ چنانچہ حضور اقدسؑ کے ارشاد کے مطابق میں نے کچھ عرصہ اس وظیفہ کو جاری رکھا اور خود حضورؑ نے بھی دعا فرمائی۔ خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں میرا سب قرض اُتر گیا۔ اسکے بعد جب کبھی بھی مجھے مالی پریشانی ہوتی ہے تو میں یہی وظیفہ کرتا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کشائش کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ یہ وظیفہ میں نے بارہا پڑھا ہے اور اس سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔

حضرت مولوی صاحب کی بات سن کر میں نے عرض کیا کہ سیّدنا حضرت اقدس علیہ السلام تو اب وصال فرما چکے ہیں۔ اگر حضور اس دنیا میں ہوتے تو آپ کی طرح حضورؑ سے اس وظیفہ کی اجازت لے کر اس سے فائدہ اُٹھاتے۔ کیا اب یہ ممکن ہے کہ ہم بھی اس وظیفہ سے کسی صورت میں آپ سے اجازت حاصل کر کے فائدہ اُٹھا سکیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحبؓ نے تبسّم فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اب تک اور کسی شخص کو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ لیکن آپ کی خواہش پر آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس بابرکت وظیفہ کی مجھے اجازت فرمائی خاکسار بھی اب اپنی زندگی کے آخری ایّام میں ہے۔ لہٰذا میں ہر اس احمدی کو جو میری اس تحریر سے آگاہ ہو سکے اور اس وظیفہ سے فائدہ اُٹھانا چاہے اپنی طرف سے اس وظیفہ کی اجازت دیتا ہوں۔

(حیاتِ قدسی حصہ سوم: صفحہ 80 تا 81)

عبرتناک انجام

’’حضرت جناب بابو اکبر علی صاحبؓ ریٹائرڈ انسپکٹر آف ورکس اکبر منزل حال مہاجر قادیان حضرت مسیح بقیہ صفحہ 5 پر

طلوع وغروب آفتاب

16جنوری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:41	18:00
مدینہ منورہ	05:45	17:56
قادیان	06:03	17:48
ربوہ	05:43	17:28
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:30	16:26